قفلِ مدینہ

17

زبان آنکھوں اور جسم کے دیگر اعضاء کو گناہوں سے بچانے کی ترغیب دلانے والا بیان

امیرِ اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ
حضرت علامہ مولانا

محمد الیاس عطار قادری رضوی

کے بیان کا تحریری گلدستہ

پیشکش

شہزادۂ عطار

حاجی احمد رضا قادری رضوی

عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ محلہ سوداگران پرانی سبزی منڈی کراچی فون: 4921389 - 90-91

شہید مسجد کھارادر کراچی فون: 2314045 - 2203311
FAX : 2201679

Email : maktaba@dawateislami.net
www.dawateislami.net

مکتبۃ المدینہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

قُفلِ مدینہ

شیطٰن لاکھ سُستی دلائے امیرِ اہلسنّت کا یہ بیان مکمّل پڑھ لیجئے اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

آپ اپنے دل میں مَدَنی انقِلاب برپا ہوتا محسوس فرمائیں گے۔

قبر میں امداد

حضرت سیدنا شیخ ابوبکر شبلی رضی اللہ عنہ (جو سرکارِ بغداد حضورِ غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کے مشائخ میں سے ہیں) فرماتے ہیں، ''میں نے اپنے ایک پڑوسی کو انتقال کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا، ''مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِكَ ؟ یعنی اللہ عزوجل نے تیرے ساتھ کیا مُعاملہ فرمایا؟ کہنے لگا، عالیجاہ! نہایت ہی خوفناک حالات سے دوچار رہا اور خُصوصاً مُنکر نکیر کے سُوالات کے جوابات کے وقت میں گھبرا گیا مجھے یہ خوف لاحق ہوا کہ کیا میرا خاتمہ ایمان پر نہیں ہوا! یکایک آواز گُونج اٹھی، ''دنیا میں زبان کا صحیح استعمال نہ کرنے کے سبب تجھ پر یہ مصیبت نازل ہو رہی ہے۔'' اب فرشتے عذاب دینے کے لئے آگے بڑھے۔ اتنے میں ایک مُعطّر مُعطر اور حُسن وجمال کے پیکر بُزرگ میرے اور فرشتگانِ عذاب کے درمیان حائل ہو گئے۔ انہوں نے نکیرین کے سُوالات کے جوابات دینے میں میری مدد کی، یوں میں عذاب سے بچ گیا۔ میں نے اپنے محسن کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اُن سے عرض کیا، اللہ عزوجل آپ پر رحمت فرمائے، آپ کون ہیں؟ فرمایا، ''میں تیری کثرتِ دُرُود کی بَرَکت سے پیدا ہوا ہوں، مجھے قبر وحشر کے ہر مشکل مقام پر تیری مدد کرنے پر مامور کیا گیا ہے۔'' (القول البدیع ص ۱۲۷ مطبوعه دارالکتب العربی بیروت)

صَلُّوا عَلَی الحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

آنکھ نکالدی!

حضرتِ سَیِّدُنا کعبُ الاُحبار رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرتِ سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصّلوٰۃ والسلام کے زمانے میں ایک مرتبہ قحط پڑا، لوگوں نے حضرتِ سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصّلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں درخواست کی کہ حضور! دُعا فرمایئے تاکہ بارش ہو۔ سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصّلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ میرے ساتھ پہاڑ پر چلو۔ سب لوگ ساتھ چل پڑے تو آپ علیٰ نبینا وعلیہ الصّلوٰۃ والسلام نے اعلان فرمایا، ''میرے ساتھ کوئی ایسا شخص نہ آئے جس نے کوئی گناہ کیا ہو۔ یہ سن کر سارے لوگ واپس چلے گئے صرف ایک آنکھ والا شخص ساتھ چلتا رہا۔'' حضرتِ موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصّلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، کیا تم نے میری بات نہیں سُنی؟ عرض کیا، سنی ہے۔ فرمانے لگے، کیا تم بالکل بے گناہ ہو؟ عرض کی، حضور! مجھے اپنا کوئی گناہ یاد نہیں، البتہ ایک گناہ کا تذکرہ کرتا ہوں، اب وہ گناہ باقی ہے یا نہیں اس کا فیصلہ آپ ہی فرمائیں گے۔ فرمایا، وہ کیا؟ عرض کی، ایک دِن میں نے گزرگاہ پر کسی کے مکان میں ایک آنکھ سے جھانکا تو کوئی کھڑا تھا کسی کے گھر میں اس طرح جھانکنے کا مجھے بہت قلق ہوا میں خوفِ خدا عزوجل سے لرز اُٹھا، مجھ پر ندامت غالب آئی اور جس آنکھ نے جھانکا تھا اُس کو نکال کر پھینک دیا! اگر میرا وہ عمل گناہ ہے تو مجھے آپ فرمادیجئے میں بھی چلا جاتا ہوں۔ حضرتِ سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصّلوٰۃ والسلام اس کی بات سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا ساتھ چلو، اب ہم دُعاء کرتے ہیں، چنانچہ دعا مانگی، ''اے قدُّوس عزوجل! اے قدوس عزوجل! تیرا خزانہ کبھی ختم نہیں ہوتا اور بخل تیری صفت نہیں اپنے فضل وکرم سے ہم پر پانی برسادے۔'' فوراً بارش شروع ہوگئی اور دونوں حضرات بھیگتے ہوئے پہاڑ سے واپس تشریف لے آئے۔ (بزم اولیاء ص ۵۲۵)

میرے پیارے پیارے اور میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس حکایت میں بہت سے مَدَنی پھول ملے مثلاً اجتماعی طور پر دُعاء کرنا یہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے یہ الگ بات ہے کہ گناہ کرنے والوں کو بھیج دیا گیا اس میں یہ اشارہ ہے کہ گناہ قبولیتِ دُعاء میں رُکاوٹ ہیں۔ کسی کے گھر میں قصداً جھانکنا گناہ ہے۔ ہاں! اگر دروازہ پہلے ہی سے کھلا ہوا اور بے اختیار کسی کی نظر پڑ گئی تو گناہ نہیں۔ افسوس! اب اس اَمر کی طرف اکثر مسلمانوں کی توجہ ہی نہیں لوگ گھروں کے دروازوں میں بلا جھجک جھانکتے ہیں، حتّٰی کہ دروازہ کھلا نہ ہو تو اُچک اُچک کر جھانکتے ہیں، دراڑ میں سے جھانکتے ہیں، کھڑکی میں سے جھانکتے ہیں، پردہ ہٹا کر جھانکتے ہیں اور اس بات کی مطلقاً پرواہ نہیں کرتے کہ کسی کے گھر میں بلا اجازتِ شرعی جان بوجھ کر جھانکنا گناہ ہے چنانچہ

جھانکنے والے کی آنکھ صاحب خانہ پھوڑ دے ......

حضرتِ سیدُنا ابو ذرِ غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "جس نے اجازت ملنے سے پہلے ہی پردہ ہٹا کر مکان کے اندر نظر کی اُس نے ایسا کام کیا جو اُس کے لئے حلال نہ تھا اور اگر کسی نے اُس کی آنکھ پھوڑ دی تو اس (آنکھ پھوڑنے والے) پر کچھ بھی نہیں اور اگر کوئی ایسے دروازے پر گیا جس پر پردہ نہیں اور اُس کی نظر (بلاقصد) گھر والے کی عورت پر پڑ گئی تو اُس کی خطا نہیں (بلکہ خطا) گھر والوں کی ہے۔ (ترمذی شریف، رقم الحدیث ۲۷۱۶ ج ٤ ص ۳۲٤ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

شرمندگی توبہ ہے

پیش کردہ حکایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ گناہ پر ندامت بہت اہمیت رکھتی ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے، اَلنَّدَمُ تَوْبَۃٌ یعنی "شرمندگی توبہ ہے" (ابن ماجہ رقم الحدیث ٤۲٥۲ ج ٤ ص ٤۹۲ مطبوعہ دار المعرفہ بیروت) سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصّلوٰۃ والسلام کے اُمّتی کی کسی کے گھر میں کسی پر نظر پڑی تو ان کو سخت ندامت ہوئی کہ میں نے کسی کے گھر میں جھانکا ہی کیوں؟ اور پھر جس آنکھ نے جھانکا تھا اس آنکھ کو ہی نکال کر پھینک دیا آہ! ہم دِن میں بیسوں، سینکڑوں، ہزاروں گناہ کرتے ہیں مگر ندامت تو کجا ہمیں اس کا اِحساس تک نہیں ہوتا۔

کوئی ہفتہ، کوئی دن یا کوئی گھنٹہ مِرا بلکہ	کوئی لمحہ گناہوں سے نہیں خالی گیا ہوگا
ندامت سے گناہوں کا اِزالہ کچھ تو ہو جاتا	ہمیں رونا بھی تو آتا نہیں ہائے! ندامت سے

آنکھیں نیچی رکھنے کی عادت بنائیں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو ! آنکھوں کی حفاظت انتہائی ضروری اَمر ہے۔ کیوں کہ آنکھیں بہت سارے گناہ کرواتی ہیں۔ بدقسمتی سے آج اس کی طرف ہماری بالکل توجُّہ نہیں ۔ ہماری آنکھیں ہر وقت، ہر طرف دیکھتی رہتی ہیں۔ کاش! ہم نیچی نگاہیں رکھنے کی سعادت حاصل کرتے۔ سنو سنو! قرآن پاک میں اللہ تبارَک وتعالٰی ارشاد فرماتا ہے:۔

قل لّلمومنین یغضوا من ابصارہم ویحفظوا فروجہم ط ذٰلک ازکیٰ لہم ان اللّٰہ خبیرٌ بما یصنعونَ ٭ وقُلْ للمومنتِ یغضضن مِن ابصارِہن ویحفظنَ فروجہن ولَا یُبدِین زینتہن الا ماظہر منہا

میرے آقائے نعمت، اعلیٰ حضرت امام اہلسنت، عظیم البَرَکت ، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رسالت، مجدد دین و ملّت، پیرِ طریقت، عالمِ شریعت ، باعث خیروبَرَکت احمدرضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن اپنے شُہرۂ آفاق ترجمۂ قرآن کنزالایمان میں اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں: ''مسلمان مَردوں کو حُکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کیلئے بہت سُتھرا ہے بیشک اللہ عزوجل کو اُن کے کاموں کی خبر ہے اور مسلمان عورتوں کو حُکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حِفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے۔''

آنکھ کیا کیا دیکھ رہی ہے

میرے پیارے پیارے اور میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو ! نگاہیں کچھ نیچی رکھنے کی قرآنِ پاک میں تعلیم دی جاری ہے۔ اس حکمِ قرآنی پر غور کیجئے اور اپنے اعمال کا محاسبہ کیجئے۔ ہائے افسوس! آج آنکھیں معاذ اللہ عزوجل اَجنبیہ عورتوں کو بھی دیکھتی ہیں، شہوت کے ساتھ اَمردوں کو بھی دیکھتی ہیں، بلا جھجک لوگوں کے کُھلے ہوئے گھٹنے اور رانیں بھی دیکھتے ہیں، مَرد کی آنکھیں عورتوں اور عورتوں کی آنکھیں مَردوں کی تصاویر بھی دیکھتی ہیں بلکہ ٹی۔وی اور وی۔سی۔آر پر فلمیں ڈرامے اور فحش مناظر بھی دیکھتے ہیں، ٹی۔وی اور وی۔سی۔آر ان آیاتِ قرآنی پر عمل کے معاملے میں بہت بڑی رُکاوٹ ہیں۔ ٹی۔وی اور وی۔سی۔آر کے سبب مسلمانوں کے اکثر گھر سینما گھر بن کر رہ گئے! کیا کیا دیکھا جارہا ہے ذرا غور تو کیجئے۔

تین سو سال (300) تک گریہ و زاری

حضرت سیدُنا داوٗد علیٰ نبینا وعلیہ الصّلوۃ والسلام کی مبارک نظر کسی ایسی چیز پر پڑ گئی جسے نہیں دیکھنا چاہئے تھا حالانکہ ایسا بلا قصد ہوا تھا کیوں کہ انبیاء علیہم الصّلوۃ والسلام معصوم ہیں مگر اس کی ندامت میں آپ علیہ الصّلوۃ والسلام تین سو سال تک روتے رہے۔

حضرتِ سیّدُنا شعیب علیہ السلام کا خوفِ خدا عزّوجل

حضرتِ سیّدُنا شعیب علیٰ نبینا وعلیہ الصّلوۃ والسلام خوفِ خدا عزّ وجل سے اتنا روتے، اتنا روتے تھے کہ ان کی اکثر بینائی رخصت ہوگئی۔لوگوں نے عرض کیا، یانبی اللہ علیہ الصلوۃ والسلام آپ اتنا کیوں روئے کہ آپ کی اکثر بینائی جاتی رہی؟ ارشاد فرمایا، دو چیزوں کے سبب، (۱) کہیں ایسی چیز پر نظر نہ پڑ جائے جس کو شریعت نے دیکھنے سے منع فرمایا ہے۔ (۲) جو آنکھیں رب عزّ وجل کا جلوہ دیکھنا چاہتی ہیں میں نہیں چاہتا کہ وہ کسی اور چیز کو بھی دیکھیں لہٰذا میں نے مناسب خیال کیا کہ نابینا کی طرح ہوجاؤں اور جب قیامت میں میری آنکھ کھُلے تو فوراً نظر میرے رب عزّ وجل کو دیکھے۔

چُنانچہ اس کے بعد حضرتِ سیّدُنا شعیب علیٰ نبینا وعلیہ الصّلوۃ والسلام ساٹھ سال تک حیاتِ ظاہری کے ساتھ متّصِف رہے لیکن کسی نے ان کو آنکھ کھولتے نہیں دیکھا۔ (اسرار الاولیاء (مترجم) ص ۱۰۵)

دل یاد لئی بنایا اے تعریف لئے زباں   اکھیاں بنایاں سونہڑے دے دیدار واسطے

۴۵ سال آنکھیں بند

حضرت سیدنا داوٗد طائی رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے دیکھا کہ اپنے آستانے سے آنکھیں بند کئے باہر تشریف لائے تو عرض کیا حُضور! خیریت تو ہے آنکھیں کیوں بند ہیں؟ ارشاد فرمایا، پینتالیس سال ہوگئے ہیں میں نے آنکھیں نہیں کھولیں۔میں جس سے مَحبت کرتا ہوں میری آرزو ہے فقط اُسی رب عزّ وجل کو دیکھوں، مجھے یہ عجیب سا لگتا ہے کہ محبت تو اللہ عزّ وجل سے کروں اور دیکھوں کسی اور کی طرف۔اس لئے میں آنکھیں بند ہی رکھتا ہوں۔

۴۰ سال تک آنکھوں پر پٹی

حضرتِ سیدنا شیخ شہابُ الدین سُہر وَردی رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ چالیس سال تک اپنی آنکھوں پر پٹی باندھے رہے تاکہ نگاہوں کی حفاظت ہو۔ (راحت القلوب (مترجم) ص ۵۹)

اِدھر اُدھر دیکھنے کا بھی حساب ہے

میرے پیارے پیارے اور میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو ! ہمارے بُزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ عبادت گزار اور پرہیزگار ہونے کے باوُجود آنکھوں کے معاملے میں اس قدر ڈرتے اور اتنی سختی سے آنکھوں کا قفلِ مدینہ لگاتے تھے اور ایک ہم ہیں کہ اپنی آنکھوں کا بالکل خیال ہی نہیں رکھتے یعنی نظر کے بارے میں قِیامت کے دِن پوچھا جائے گا، اس کا ہمیں کوئی احساس ہی نہیں۔ آنکھوں کو حرام کے ساتھ ساتھ فضول نگاہی سے بچانا چاہئے۔ ہر وہ کام فضول ہے جس میں نہ دِین کا فائدہ ہے اور نہ دُنیا کا۔ بِلا ضَرورت اِدھر اُدھر دیکھنا پریشان نظری کہلاتا ہے اور یہ بھی فضول نگاہی ہے۔ بُزرگانِ دِین رحمہم اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ نظروں کو قید رکھو اِن کو مباح (یعنی جائز) مَناظر (مثلاً لہلہاتے کھیت، خوشنما باغات، پہاڑ، چشمے وغیرہ) بھی مت دِکھاؤ کہ اگر تم اپنی آنکھوں کو مُباح مناظر دِکھاؤ گے تو کل یہ ناجائز کی طرف بھی اُٹھیں گی لہٰذا ابھی سے انکا راستہ بند کردو یعنی انہیں جائز مناظر Scenery بھی مت دکھاؤ۔

جائز منظر دیکھنے کی نرالی سزا

حضرتِ سیِّدنا امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ **''کیمیائے سعادت''** میں نَقل فرماتے ہیں، حضرتِ سیِّدُنا حسان بن سنان رضی اللہ عنہ کہیں تشریف لئے جارہے تھے کہ ایک جگہ بہت ہی خوبصورت منظر دکھائی دیا، (جیسا کہ ہمارے یہاں سڑکوں، چوکوں پر بڑے بڑے فنِ تعمیر کے نُمونے (Models of Architect) بنے ہوتے ہیں) آپ وہاں کھڑے ہوگئے اور پوچھنے لگے کہ یہ کس نے تیار کیا ہے؟ مگر فوراً اپنی اس غَلَطی کا احساس ہوگیا کہ یہ میں نے کیوں پوچھا؟ اپنے نفس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تجھے اس سے کوئی واسطہ یا تعلُّق بھی ہے؟ جو خواہ مخواہ یہ فُضول سُوال کرڈالا؟ اس منظر کے بارے میں معلومات کی تجھے کیوں سُوجھی؟ اب اپنی سزا بھی سُن لے! تیری سزا یہ ہے کہ ایک سال تک تجھے روزے رکھنے ہونگے اور واقعی یہ ''سزا'' وہ اپنے آپ کو دے کررہے۔ (کیمیائے سعادت ج ۲ ص ۸۳۹ مطبوعہ انتشارات پنجینہ تہران)

تفریح گاہ پر جانے کا نقصان

ایک ہم ہیں کہ خود تفریح گاہوں پر جا جا کر دِلفریب مَناظِر دیکھتے ہیں مگر ایسے بھی بزرگ ہوئے ہیں جو مباح (یعنی جائز) مناظِر دیکھنے سے بھی کتراتے تھے۔ یعنی آبشاریں، خوشنما باغات، پھلواریاں، پہاڑ وغیرہ حالانکہ یہ سب دیکھنا جائز ہے مگر وہ انہیں دیکھنے سے بچتے تھے۔ اُن حضرات کی سوچ یہ ہوا کرتی کہ ان جائز خوبصورت چیزوں کو دیکھیں گے تو حُسن دیکھنے کا شوق پیدا ہوگا، خوبصورتی دیکھنے کی عادت جنم لے گی اچھی اچھی چیزیں، سجاوٹیں دیکھنے کا شوق پروان چڑھے گا۔ جب آنکھ کو جائز حَسین مَناظِر دیکھنے کی اجازت دیں گے تو یہ دلیر ہوگی اور ہوسکتا پھر پھسل کر مُحَرَّمات یعنی حرام کردہ چیزوں کو دیکھنے کے گناہ میں جا پڑے۔

آنکھوں میں آگ

ان بُزُرگانِ دین کی بات خوب سمجھ میں آنے والی ہے، واقِعی آج کل تو سڑکوں پر طرح طرح کے فنِ تعمیر کے دِل کش نمونے (Models of Architect) لگے ہوتے ہیں اور ہم دیکھنے سے باز آتے ہی نہیں، طرح طرح کے سائن بورڈ لگے ہوتے ہیں اوران میں کشش بڑھانے کیلئے اکثر عورتوں کی تصاویر بنی ہوتی ہیں۔ انسان نظر کو کتنا ہی قابو کرنے کی کوشش کرے مگر وہ اُچھل کر وہاں جا پہنچتی ہے۔ اُن مَناظِر میں اتنی جاذبیت پیدا کی جاتی ہے کہ آدمی ان کو دیکھے بغیر نہیں رہتا۔ کاش! جسے دیکھنا حرام ہے اُسے دیکھتے وقت یہ رِوایت ذِہن میں رہے، ''جو اپنی آنکھوں کو حرام سے پُر کریگا اس کی آنکھوں میں قیامت کے روز آگ بھردی جائیگی۔'' (مکاشفة القلوب ص ۱۰ مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت)

اِدھر اُدھر دیکھنے کا نُقصان

کاش! ہم آنکھوں پر قابو رکھنا سیکھ لیں مثلاً ہم کسی راہ سے گزر رہے ہیں تو زہے نصیب! کہ نیچے دیکھیں ہاں جب ضَرورت ہو تو اِدھر اُدھر بھی دیکھ لیں، مثلاً جب سڑک عُبُور کر رہے ہوں تب دائیں بائیں دیکھیں کہ کہیں گاڑی کی ٹکر نہ لگ جائے۔ اسی طرح جو ڈرائیونگ کر رہا ہے وہ حسبِ ضَرورت اِدھر اُدھر دیکھے لیکن ڈرائیور کے علاوہ جو کوئی گاڑی کے اندر بیٹھا ہے وہ بلا ضَرورت اِدھر اُدھر دیکھے تو اس کا دیکھنا فضول ہے یا نہیں؟ خود ہی غور فرمالیں۔ اور اب اس دُنیا میں دیکھنے کیلئے کیا رہ گیا ہے؟ آپ شہر کی سڑکوں سے گزرتے ہوئے دائیں طرف دیکھیں گے تو اشتہاری سائن بورڈ نظر آئے گا، بائیں کھڑکی سے دیکھیں گے تو فلم کا بے ہودہ بورڈ بے حیائی کے ساتھ گناہ کی دعوت دے رہا ہوگا، سامنے دیکھیں گے تو کوئی اسکوٹر پر بے پردہ خاتون کو لاد کر جاتا دکھائی دیگا۔ یاد رکھئے! اَجنبیہ کے کھلے ہوئے بالوں کو دیکھنا بھی حرام اس کا بے پردہ نکلنا تو گناہ ہے ہی اُس کی طرف قصداً نظر اٹھانے والا بھی گنہگار ہے۔ چلئے اگر اس پر نظر نہیں پڑی تو کوئی سوزوکی جارہی ہے اور اس کے پیچھے کسی فلمی اداکارہ کی تصویر چسپاں ہے تو اس پر نظر پڑ سکتی ہے۔ آج کل تو یہ گناہ اتنا عام ہوگیا اور لوگ گناہوں کے معاملے میں اتنے نڈر ہوگئے ہیں اگرچہ خود ان کو نظر نہیں

آرہی پھر بھی ڈرائیور صاحب کی پیٹھ کے پیچھے تصویر موجود ہے۔ یقیناً گاڑی کے پیچھے اداکارہ کی تصویر اس لئے بنائی جاتی ہے کہ لوگ دیکھیں اور اپنی آنکھیں حرام سے بھریں آہ! آج کل بے پردہ عورت کی تصویر سوزوکی کے پچھلے شیشے پر بنی ہوتی ہے ٹرک جا رہا ہے تو ٹرک پر بہت بڑی تصویر کسی عورت کی بنی ہوئی ہے۔ سامنے دیکھیں تو مصیبت، دائیں دیکھیں تب بھی مصیبت، بائیں دیکھیں تو مصیبت کسی گاڑی کی طرف دیکھیں تو بھی مصیبت کہ وہ کار کوئی خاتون چلا رہی ہیں اور اس کی کھلی کلائیاں نظر آرہی ہیں، اس کے سر کے بالوں پر نگاہ پڑ رہی ہے، ڈرائیونگ کی سیٹ پر اگر نظر نہ پڑی بلکہ پچھلی سیٹ پر نظر پڑی تب بھی مصیبت کہ وہاں بھی بے پردہ عورتیں بیٹھی ہوتی ہیں۔

بدنگاہی سے بچنے کا نسخہ

آدمی کرے تو کیا کرے؟ جدھر دیکھو اُدھر نادیکھنے والی اشیاء نظر آرہی ہیں۔ نادیدَنی مَناظر ہیں آخر انسان کیا کرے؟ کرنا کیا ہے! آنکھیں نیچی رکھے اور شرم وحیاء سے جھکائی رکھنا ہمارے میٹھے میٹھے اور پیارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت ہے۔ سُبْحٰنَ اللّٰہ عزوجل کہنے والو! اس سنّت کو اپناؤ گے کب؟ جیتے جی یا مرنے کے بعد؟ مرنے کے بعد یہ آنکھیں بظاہر تو بند ہوں گی لیکن حقیقت میں کھل جائیں گی اور پھر بہت کچھ نظر آئے گا۔ ہمارے میٹھے میٹھے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارَک آنکھیں حیاء سے جھکی رہتی تھیں جیسا کہ میرے آقا، امامِ اہلسنّت اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ بارگاہِ ربُّ العزّت عزوجل میں مُناجات کررہے ہیں:۔

یاالٰہی رنگ لائیں جب مری بے باکیاں[1] ان کی نیچی نظروں کی حیاء کا ساتھ ہو

نیچی نظروں کی شرم و حیاء پر دُرود اونچی بینی کی رِفعت پہ لاکھوں سلام

[1] اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ انکساراً اپنی بے باکیوں کا تذکرہ فرمارہے ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ تو ولی اللہ تھے جبکہ ہماری واقعی یہی حالت ہے کہ ہم گناہوں پر بے باک ودلیر ہیں۔ (وَالعیاذ باللّٰہ تعالیٰ)

میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم شرم وحیاء سے نگاہیں نیچی رکھا کرتے،

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاء سے جھکی رہتی تھیں نگاہیں آنکھوں پہ مرے بھائی لگا قُفلِ مدینہ

گر دیکھے گا فلمیں تو قیامت میں پھنسے گا آنکھوں پہ مرے بھائی لگا قُفلِ مدینہ

آنکھوں میں پسِ مرگ نہ بھر جائے کہیں آگ آنکھوں پہ مرے بھائی لگا قُفلِ مدینہ

جھاڑیاں لپٹ جاتیں

اَکَلَ اللہ آنکھوں پر **قُفلِ مدینہ** لگاتے تھے اور ہمارے پیارے پیارے شہد سے بھی میٹھے آقا صلی اللہ علیہ وسلم بھی اکثر نگاہیں نیچی رکھتے تھے۔ حسبِ ضرورت دیکھنا ثابت ہے۔ اس میں کوئی شک بھی نہیں ہاں بلاضرورت میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کسی طرف بھی نہ دیکھتے۔ جب راہ چلتے تو نیچی نگاہیں کیے راستے کے ایک کنارے پر چلتے حتیٰ کہ شاخیں، جھاڑیاں بے تابانہ دامنِ اَطہر سے لپٹ جاتی تھیں یعنی نظر شریف اتنی نیچی ہوتی کہ جھاڑیوں میں بعض اوقات دامن شریف اٹک جاتا تھا۔

چہروں پر نظریں گاڑنا

مخاطب کے چہرے پر نظریں گاڑ کر گفتگو کرنا سنت نہیں مگر آہ! ہم جب گفتگو کرتے ہیں تو سامنے والے کے چہرے پر ضرور نظریں جماتے ہیں۔ اگر آپ کے ذہن میں پہلی بار یہ بات آئی ہے تو آئندہ جب کسی سے بات کریں فوراً خود غور فرمائیے گا آپ سامنے والے کے چہرے کو دیکھ رہے ہونگے۔ اس طرح مبلغ جب بیان کرتا ہے، مقرر جب تقریر کرتا ہے، خطیب جب خطبہ دیتا ہے اُس وقت وہ بھی لوگوں کے چہرے دیکھتا ہے۔ آپ میں سے جو مبلغ ہیں وہ بھی غور کرلیں کہ آئندہ جب آپ بیان کریں گے تو آپ فوراً لوگوں کے چہرے کو دیکھتے ہوئے بیان کریں گے یعنی آپ سے نیچے دیکھ کر بیان ہو نہیں پائے گا۔ آپ نیچے دیکھ کر باتیں کر نہیں پائیں گے۔ آپ چہرہ دیکھے بغیر بول نہیں سکیں گے، معلوم ہوتا ہے کہ شیطٰن اس سنت کا بہت زیادہ سخت مخالِف ہے۔ آپ کتنا ہی زور لگالیں آپ لوگوں کے چہرے کو دیکھے بغیر شاید بات نہ کرسکیں۔ اِس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ شیطٰن کے آگے ہتھیار ڈال دیں کہ ہم سے تو یہ ممکن نہیں، ہم تو گنہگار ہیں، ہم تو آنکھوں کا "**قُفلِ مدینہ**" لگا ہی نہیں سکتے، ہم تو بات ہی نہیں کرپاتے جب تک سامنے والے کا چہرہ نہ دیکھ لیں۔ اگر آپ نے ہتھیار ڈال دیئے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ شیطٰن کے سامنے آپ ہار گئے ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہئے، کوشش جاری رکھنی چاہئے۔

دیکھئے! میں نے ابھی بُزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ کے واقِعات سنائے شیخ شہابُ الدین سُہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس سال تک مشق کی اور آنکھوں پر پٹی باندھ کر رکھی تا کہ بدنگاہی سے بچنے کی عادت پڑجائے اور اسی طرح فُضول نگاہی سے بچنے کے عادی ہوجائیں۔ یہ تو اللہ عزوجل والے لوگ تھے، انہوں نے بدنگاہی کیا کرنی تھی، یہ سب تو ہماری تعلیم کیلئے تھا۔ ہم بھی کوشش کر کے کوئی ایسی صورت نکالیں کہ حتی الامکان ہماری نظر نیچی رہے اور بلا ضرورت سامنے والے کے چہرے کو نہ دیکھیں کہ کبھی امرد سے بھی بات کرنی پڑتی ہے اگر خدانخواستہ شہوت پیدا ہوئی پھر بھی دیکھتے رہے تو اب جہنم میں پہنچنے کا سامان بھی ہوسکتا ہے۔ اسی طرح لوگ کاروبار وغیرہ میں عورتوں کو دیکھتے ہوئے ان سے بے تکلفانہ گفتگو کرتے ہیں یہ حرام ہے اور یہاں تو شہوت کی بھی قید نہیں۔ ہمارے میٹھے میٹھے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جب گفتگو فرماتے تو سامنے والے کے چہرے پر نگاہیں نہ گاڑا کرتے۔

ضِدّی بن جائیے

اِس سنّت کو زندہ کیجئے یعنی دِل میں اب ٹھان لیجئے کہ اگرچہ یہ سُنّت مجھے زیادہ مُشکل محسوس ہورہی ہے اِنْ شَآءَ اللّٰہ عزوجل اس پر میں زیادہ سختی سے عمل کروں گا حدیثِ پاک میں ہے ''افضل العبادۃ احمزھا '' (کشف الخفاء رقم الحدیث ۴۵۹ ج ۱ ص ۱۷۵ مطبوعہ مؤسۃ السالۃ بیروت) یعنی عبادتوں میں افضل عبادت وہ ہے جو زیادہ مشکل ہو، جو عمل جتنا دشوار ہوتا ہے اس کی اتنی ہی فضیلت بھی زیادہ ہے۔ سیدُنا ابراہیم بن اَدھم رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی ملتا ہے کہ ''دُنیا میں جو عمل جتنا دشوار ہوگا بروزِ قیامت نیکیوں کے پلڑے میں وہ اُتنا ہی وَزن دار ہوگا۔'' (تذکرۃ الاولیاء ص ۹۵ مطبوعۃ تہران) یہ سنّت بھی زندہ کرڈالیئے کہ ان آنکھوں نے بہت پریشان کیا ہے۔ بہت گناہ کر رکھے ہیں۔ جو چیز اُٹھا کر دیکھیں اس میں تصویریں، ٹی۔وی کھولو تو اُس میں تصویریں، شیطان پھر بہانہ سکھاتا ہے کہ ہم ڈرامہ کہاں دیکھتے ہیں ہم تو خبریں دیکھتے اور سنتے ہیں جبکہ خبریں عورتیں بھی دیتی ہیں! خبروں میں بھی طرح طرح کی تصاویر اور اُس کے آگے پیچھے بھی تو موسیقیاں ہوتی ہیں۔ آدمی کیا کرے؟ بڑا نازک دَور آگیا۔ شاید اب آپ کہیں گے کہ بچنا مشکل ہے ہتھیار ڈالتے ہیں۔ سن لو! کہ ہتھیار ڈالنا یہ مرد کا کام نہیں، شیطٰن کے آگے ہتھیار ڈال دیا گویا اُسے اُنگلی پکڑا دی پھر وہ ہاتھ پکڑلے گا اور گریبان میں ہاتھ ڈالے دیگا۔

ذَوق بڑھائیے

شیطٰن کو اُنگلی پکڑانی ہی نہیں۔ کوئی اَمر ناممکن نہیں۔ رب عزوجل کی مدد شاملِ حال ہوجائے گی۔ اس کا کرم ہوجائے گا اور آنکھیں نیچی رکھے گا یعنی آنکھوں کا قُفلِ مدینہ لگائے گا، اللہ تعالیٰ اُس کیلئے ایسی لذّت پیدا کردے گا کہ بس وہ اس لذّت میں مَست ہوجائے گا اس کی عبادَت میں ذَوق بڑے گا، خُشوع وخُضوع پیدا ہوگا۔ اگر آپ کو یقین نہیں آتا تو تجربہ کرلیجئے۔

پہلے آنکھ بہکتی ہے

میرے آقائے نعمت، امامِ اہلسنّت، عظیم البَرکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رسالت، مُجدِدِ دین وملّت مولانا شاہ محمد احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں، کہ ''پہلے آنکھ بہکتی ہے، پھر دِل بہکتا ہے، اسکے بعد سِتر بہکتا ہے۔'' آنکھ ہی کا راستہ بند کردیا جائے کہ دِل اور سِتر کے بہکنے کی نوبت ہی نہ آئے۔ کوشش کیجئے ایک بار کیجئے، دوبار کیجئے، تین بار کیجئے اِنْ شَآءَ اللّٰہ عزوجل کبھی تو نیچی نظر رکھنے کی عادت پڑہی جائے گی۔

استقامت کے پہاڑ

ایک صاحِب کے بارے میں مَنقول ہے کہ وہ ایک گناہ کرتے تھے پھرتوبہ کرتے تھے وہ گناہ ہو جاتا پھرتوبہ کرتے ستّر بار گناہ ہوگیا۔ستّر دِیں بار انہوں نے توبہ کی وہ پیچھے نہیں ہٹتے تھے اکثر بار پھر وہ گناہ سَرزد ہوگیا پھر گِڑگِڑا کرتوبہ کی یہاں تک کہ اکترویں توبہ کے بعد اُس گناہ کی عادت نکل گئی۔

توبہ اور کوششیں

جب ہم تَوبہ کرتے رہیں گے ربّ عزوجل مُعاف فرماتا رہے گا ہم تَوبہ کرتے رہیں گے وہ کرم فرماتا رہے گا۔اس کی رَحمت کا دروازہ بند نہیں ہوتا،اس کی رَحمت کے خزانے ختم نہیں ہوتے،مایوس نہیں ہونا چاہئے اِنْ شَآءَ اللّٰہ عزوجل کوشش کریں گے، کوشش کریں گے،کریں گے،کریں گے آخر کبھی توشیطٰن دُم دبا کر بھاگے گا۔اگر ہم اس شیطٰن کی باتوں میں آکر کہتے رہیں گے، میں مجبور ہوں ...... میں مجبور ہوں ...... میں مجبور ہوں ...... یہ سوچتے رہیں گے تو کمزور دیکھ کر کوئی بھی قابو پالیتا ہے، پھر وہ توشیطٰن ہے۔شیطٰن کے آگے کمزور ہونا ہی نہیں ہے۔بس رب عزوجل کی رَحمت پر ہمیں بھروسہ ہے اللہ والوں کی شان تو نرالی ہے۔ہم کہتے ہیں کہ آنکھیں بڑی نعمت ہیں اور واقعی آنکھیں بڑی نعمت ہے۔اس نعمت کا استعمال کیا؟ حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ سے پوچھئے کہ آنکھوں کا استعمال کیا ہے؟

تو کس کام کی ہیں یہ آنکھیں

''مَدارِجُ النُّبوَّۃ'' میں خاتِمُ المُحَدِّثِین ، مُحَقِّق عَلَی الْاِطْلاق حضرتِ سیدُنا شیخ عبدالحق مُحَدِّث دِہلوی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں، کہ جب ہمارے میٹھے میٹھے آقا پیارے پیارے مُصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم نے حیاتِ ظاہری سے پردہ فرمایا اور سیدُنا عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ کو پتا چلا تو فوراً بارگاہِ خداوندی عزوجل میں ہاتھ اُٹھا کر عرض کی، ''یا اللہ عزوجل! یہ آنکھیں تُونے عطا فرمائیں، یہ بڑی نعمت ہیں، تیری اِس عطا کردہ نعمت سے میں تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیا کرتا تھا۔ اے مولائے کریم عزوجل! اب تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میری ان آنکھوں سے اُوجھل ہوگئے، یہ مزارِ پُرانوار میں تشریف لے گئے۔اے مولائے کریم عزوجل!اب ان آنکھوں سے وہ مجھے نظر نہیں آرہے لہٰذا یا اللہ عزوجل!یہ آنکھیں واپس لے لے'' چُنانچِہ دُعاء ختم ہونے سے پہلے پہلے سیدنا عبداللہ ابن زید انصاری رضی اللہ عنہ نابینا ہوگئے۔ (مدارِجُ النبوۃ (مترجم) ج دوم ص ۲۰۳)

ان آنکھوں کا ورنہ کوئی مَصرَف ہی نہیں ہے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم تمہارا رُخِ زیبا نظر آئے

بُزُرگوں رَحمۃ اللہ علیہ کی نرالی تَوبہ

حُجّۃُ الاسلام سیِّدُنا امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ "کیمیائے سعادت" میں نقل فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ نے ایک بار ایک عورت کے بے خیالی میں دیکھ لیا۔ ان کو اس کا بڑا صدمہ ہوا کہ یہ گناہ مجھ سے کیوں ہوا (اے فلمیں ڈرامے دیکھنے والو! بے تحاشا عورتوں اور اَمردوں کو تاڑنے والو! سنو!) ان بُزُرگ کو بڑی ندامت ہوئی کہ میں نے یہ کیا کر دیا! ہائے! میں نے اللہ عزّوجل کی اس عطا کردہ آنکھ سے اس کی نافرمانی کر دی، عورت کو دیکھا، چُنانچِہ توبہ کی اور ساتھ ہی اپنے آپ کو سزا یہ دی کی قسم کھائی کہ اب میں کبھی ٹھنڈا پانی نہیں پیوں گا۔ لہٰذا جب تک وہ زندہ رہے کیسی ہی سخت گرمی ہوتی کبھی انہوں نے ٹھنڈا پانی نہیں پیا۔ (کیمیائے سعادت ج ۲ ص ۸۹۳ مطبوعہ تہران) یہ نفس کو سزا دیتے تھے اِن اللہ والوں کی توبہ نرالی ہوتی تھی۔

نام نہاد بُزرگی

"کیمیائے سعادت" میں ہے کہ ایک بزرگ کا ہاتھ کسی عورت پر پڑ گیا تو انہیں اس قدر ندامت ہوئی کہ وہ ہاتھ آگ میں ڈال کر جلا دیا! (کیمیائے سعادت ج ۲ ص ۸۹۲ مطبوعہ تہران) افسوس! آج کل تو عورتوں سے خُوب ہاتھ چُموائے جاتے ہیں، عورتوں کے سروں پر ہاتھ پھیرے جاتے ہیں اور عورتوں کے جُھرمٹ میں بیٹھنے کے باوُجود **"بُزُرگی"** سلامت رہتی ہے! بلکہ معاذَاللہ غیر عورتوں سے ہاتھ پیر دبوانے کے باوُجود بھی **"بُزُرگی"** کو آنچ نہیں آتی۔

پاؤں کو سَزا

بنی اسرائیل میں ایک بُزُرگ رحمۃ اللہ علیہ عرصہ دراز سے اپنے حُجرہ میں عبادت میں مشغول تھے۔ ایک بار ایک عورت دروازے پر آ کھڑی ہوئی۔ ان کی نظر اس پر پڑی، شیطان نے بہکایا تو وہ بُزُرگ اس کی طرف لپکے اور صَومَعہ (یعنی عبادت خانے) سے اپنا قدم باہَر نکالا فوراً خوفِ خُدا عزّوجل غالِب آیا کہ نہیں مجھے یہ کام نہیں کرنا چاہئے خیال آیا کہ یہ پاؤں جو دروازے سے باہَر اللہ عزّوجل کی نافرمانی کے لئے نکلا ہے اب یہ پاؤں میرے کمرے میں داخل نہیں ہوگا، چُنانچِہ وَہیں بیٹھ گئے اور اُس قدم کو کمرے کے اندر لیتے ہی نہیں تھے یہاں تک کہ وہ گرمیوں، سردیوں کے باعِث گل سڑ کر اپنے جسم سے جُھڑ گیا۔

عقلیں حَیران ہیں

ان حضرات کی قوّتِ برداشت کس قدر ہوگی ایسا کس طرح کرتے ہونگے؟ عقلیں حیران ہیں لیکن یہ معاملات خَوارِقِ العادات ہیں عقلوں میں نہیں آسکتے۔

سردی میں ٹھنڈے پانی سے غسل

حضرت سیِّدُنا جُنید بغدادی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابنُ الکرِیبی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک بار احتلام ہوگیا سخت سردیاں تھیں تو نفس نے سُستی دلائی کہ رات کافی پڑی ہے سوجاؤ صبح اِطمینان سے غُسل کرلینا جیسا کہ ہمارے یہاں اُن نوجوانوں کی حالت ہے جو کہ نماز پڑھتے ہیں لیکن اگر رات میں احتلام ہوجائے تو گھر والوں سے شرماتے ہیں مگر قیامت کی شرم کو بھول جاتے ہیں اور غسل میں تاخیر کرکے نَماز قضاء کرڈالتے ہیں لیکن یہ اللہ والے اِن کے یہاں نَماز قضاء ہوجانے کا تو تصوُّر ہی نہیں غسل میں تاخیر سے بھی بچا کرتے تھے کیوں کہ انہیں اس بات کا احساس ہوتا کہ جس گھر میں جُنب یعنی بے غُسلا ہو اُس میں رَحمت کے فرِشتے داخل نہیں ہوتے بہر حال اُن بُزرگ رحمۃ اللہ علیہ کے نفس نے سُستی دِلائی کہ سردی بہت سخت ہے، رات میں کیسے غُسل کروگے؟ نَمازِ فجر سے قبل ہی غسل کرلینا، پھر نَماز پڑھ لینا۔ جب ذِہن میں یہ بات آئی تو ابنُ الکرِیبی رحمۃ اللہ علیہ نے قسم کھائی کہ میں اِس نفس کو سزا دوں گا اور اب میں کپڑوں سمیت نہاؤں گا اور کپڑوں کو بھی نچوڑے بغیر اپنے جسم ہی پر خشک کروں گا۔ چُنانچِہ انہوں نے ٹھنڈے پانی سے کپڑوں سمیت غسل کیا، کپڑوں کو نچوڑا بھی نہیں اور ٹہلتے رہے تاکہ ہوا لگتی رہے اِسی طرح ٹھٹھرتے ٹھٹھرتے اُنہوں نے کپڑے اپنے جسم پر ہی سُکھائی۔ (کیمیائے سعادت ج ۲ ص ۸۹۲ مطبوعہ تہران)

پورا باغ صدقہ کردیا

حضرتِ سیِّدُنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اپنے کھجوروں کے باغ میں نَماز ادا کررہے تھے کہ ایک پرندہ اُڑتا ہوا سامنے سے گزر گیا وہ پرندہ بڑا حسین تھا۔ نَماز پڑھتے پڑھتے نظر اُس پرندے پر پڑی کچھ غفلت سی ہوئی اور رَکعت بھول گئے چُنانچِہ آپ کو نَماز کے دَوران اس پرندے پر نظر پڑنے کا اتنا افسوس ہوا کہ آپ نے اپنے نفس کو سزا دینے کیلئے کفّارے کے طور پر کھجوروں کا وہ سارا باغ صَدَقہ کردیا۔ (کیمیائے سعادت ج ۲ ص ۸۹۳ مطبوعہ تہران) ہم ایک ٹکہ بھی نہ دیں کسی کے پاس ہو تو وہ بھی چھیننے کی فکر ہو کہ کس طرح اس سے نکلوایا جائے؟ اور یہ اللہ والوں کی شان بھی، صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی مَدَنی سوچ تھی۔

یہ سونے کا کون ساوَقت ہے؟

حضرتِ سیدنا مالِک بن ضَیغم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دِن رَباحُ القَیسی رضی اللہ عنہ نَمازِ عصر کے بعد ہمارے یہاں تشریف لائے اور فرمایا، اپنے والِد صاحِب کو باہَر بلاؤ، میں نے کہا، اِس وقت وہ سَو رہے ہیں۔تو رَباحُ القَیسی رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوئے پلٹے، ''یہ بھلا سونے کا کون سا وَقت ہے!'' میں اُن کے پیچھے ہولیا۔میں نے دیکھا کہ وہ اپنے آپ سے فرمارہے ہیں، ''اے فضول باتیں کرنے والے! یہ تُو نے کیوں کہا کہ یہ سونے کا کون سا وقت ہے! یہ فُضول بات کہنے کی آخِر تجھے کیا ضَرورت تھی؟ اب تجھے سزا بھگتنی پڑے گی، سال بھر تک تکیہ پر سَر نہیں رکھنے دونگا۔ مالک بن ضَیغم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ جب وہ اپنے آپ کو ملامَت فرمارہے تھے اُس وقت آپ کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو بھی گر رہے تھے۔فُضول بات زَبان سے نکل جانے پر بے حد نادِم تھے اور فرمارہے تھے کہ اے نَفس! کیا تجھے خوفِ خُدا عزَّوجلَّ بھی نہیں رہا۔ (کیمیائے سعادت ج ۲ ص ۸۹۳ مطبوعہ تہران)

زبان کُچل ڈالی

ہمارے اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ بظاہر معمولی نظر آنے والی باتوں کو بہت زِیادہ محسوس کرتے اور اپنے نَفس کا سخت مُحاسِبہ فرماتے۔ یہ حضرات اپنے آپ کو مُباح باتیں بھی نہیں کرنے دیتے تھے کہ آج یہ نفس مُباح باتیں کرے گا تو کل ناجائز باتوں میں بھی پڑے گا۔خاموشی ان کا شیوہ تھا۔زَبان کے قُفلِ مدینہ کا عالَم یہ ہوتا تھا کہ حضرت سیدُنا حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مَنقول ہے کہ آپ کی زَبان سے ایک مرتبہ فُضول بات نکل گئی تو سخت رنجیدہ ہوئے اور اپنی زَبان کو دانتوں سے اِس قَدَر زور سے کچلا کہ خون نکل آیا اور اسکے بعد عہد کیا کہ جب تک زندہ رہوں گا کسی سے (بلاضرورت) بات نہیں کروں گا چُنانچِہ بیس سال تک آپ زندہ رہے اور کسی سے غیر ضَروری بات ہی نہیں کی۔ (اسرار اولیاء (مترجم) ص ۱۰۲)

زبان کی پیدائش کا مقصد

حضرتِ سیدنا بابا فریدِ گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، جب اللہ تبارَک وتعالیٰ نے حضرتِ سیدنا آدم صفیُّ اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارَک مُنہ میں زَبان کو رکھنا چاہا تو زَبان سے فرمایا، ''اے زَبان! تجھے پیدا کرنے کا مقصد یہ ہے کہ تُو میرے نام کے سوا کسی کا نام نہ لے اور میرے کلام کے سوا اور کوئی کلام نہ پڑھے اگر اسکے علاوہ تُو نے کچھ اور کہا تو یاد رکھ تُو بھی اور باقی اَعضاء بھی مُصیبت میں گرِفتار ہوں گے۔ (اسرارالاولیاء (مترجم) ص ۱۰۳) مطلب یہ کہ زَبان اللہ عزَّوجلَّ کی رِضا کے بغیر کچھ بھی نہ بولے۔

فُضُول بات کسے کہتے ہیں؟

زَبان پر ''قُفلِ مدینہ'' لگا ہوا ہونا چاہئے اور فُضول باتوں سے بچنا چاہئے۔ یاد رکھئے! **ہر وہ بات فُضول ہے جس میں نہ دُنیا کا فائدہ ہو نہ دین کا!** آج کل فُضول گویوں کا حال یہ ہے کہ بے کار باتوں کو اس قدر طول کردیتے ہیں کہ انسان بے زار ہوجائے پھر بات پر جھوٹ یا جھوٹے مُبالغے مزید برآں، نیز باتونی لوگ ایسے ایسے بے جا سُوالات کرتے ہیں کہ اکثر مُخاطَب مُرُوَّت میں جھوٹ بول دیتا ہے۔

کیا آپ کا سفر خیریت سے گزرا؟

مثال کے طور پر کوئی سفر سے آیا ہو تو اُس سے پوچھتے ہیں **''آپ کا سَفَر خیریت سے گزرا؟''** جیسا کہ ابھی مَاشَاءَ اللّٰہ عزوجل تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کے تین روزہ سنّتوں بھرے اجتماع میں مختلف شہروں سے اسلامی بھائی تشریف لائے ہوئے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ گھر پہنچیں تو گھر والے یا اَحباب پوچھیں آپ کا سفر خیریت سے گزرا؟ کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی؟ یہ بالکل فُضول سُوالات ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ حدیث شریف میں آیا ہے **''سفر عذاب کا ٹکڑا ہے''** (بخاری شریف رقم الحدیث ۳۰۰۱ ج ٤ ص ۲۲ مطبوعة دار الفکر بیروت) لہٰذا سفر میں تو تکلیف ہونی ہی ہے بلکہ سفر تو تکلیفوں کا مجموعہ ہے۔ مگر آپ اس سُوال پر کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی سفر خیریت سے گُزرا؟ شاید جھوٹ بولنے پر مجبور ہوجائیں کہ درپیش تکالیف کا فسانہ تو سنانے سے رہے۔ غالباً یہی کہیں، کہ نہیں نہیں کوئی تکلیف نہیں ہوئی، سفر بالکل خیریت سے گزرا۔ کیوں کہ آپ کو تکلیف تو یقیناً کسی نہ کسی طرح ہوئی ہوگی۔ گزشتہ کل سے جو اِدھر اِجتماع پاک میں موجود غالباً ان کو وُضو کے معاملے میں تکلیف ہوئی ہوگی۔ کھانا کھانے میں تکلیف ہوئی ہوگی۔ مزید آج رات میں تکلیفیں مُتَوَقّع ہیں۔ کل اجتماع کا آخری دن ہے شرکائے اجتماع کی تعداد میں مزید اضافے کے باعث تکالیف میں بھی زیادتی ہوسکتی ہے۔

سفرِ حج وزیارتِ مدینۂ منوّرہ میں بھی بسا اوقات آزمائشیں آتی ہیں۔ اب کیسے کہہ دیا جائے کہ ہمیں کوئی تکلیف نہیں پہنچی!

تکلیف مُعاف کرنا!

اسی طرح بعض اوقات اگر کسی کو کسی سے تکلیف پہنچ جائے اور کہا جائے، بھائی! تکلیف معاف کرنا۔ تو وہ بھی اکثر بول پڑتا ہے نہیں نہیں کوئی تکلیف نہیں ہوئی، اس میں تکلیف کی کیا بات ہے؟ حالانکہ تکلیف تو پہنچی اور ضرور پہنچی، اس طرح کے بہت سے نازک معاملات ہیں جن میں۔ افسوس اِس مُعاشرے میں اکثر باتونی لوگ جھوٹ بولنے پر مجبور کرتے ہیں۔

ہمارا کھانا پسند آیا؟

میزبان نے آپ کے سامنے گرم گرم بریانی رکھ دی مگر آپ چاول پسند نہیں کرتے، تندوری نان کھاتے ہیں اب بالفرض فضول گو میزبان پوچھ بیٹھے، آپ کو ہمارا کھانا اچھا لگا؟ اگر آپ کہہ دیں کہ کھانا اچھا نہیں لگا تو میزبان کی دِل شکنی ہوتی ہے اگر نا پسند ہونے کے باوجود کہہ دیں کہ پسند آیا تو آپ ہی فیصلہ کریں کہ جواب جھوٹ ہے یا سچ؟ آہ! آج کل تنا کون سوچتا ہے! جھٹ بول پڑتے ہیں، واہ بھئی واہ! آپ نے بہت اچھا کھانا کھلایا، مزہ ہی آ گیا، آپ نے تو دِل خوش کر دیا۔ یعنی افسوس اس میں فُضول گوئی بھی ہے اور جھوٹ بھی۔ بس زَبان کا قُفلِ مدینہ لگ جائے تو عافیت ہی عافیت ہے۔ اگر اس طرح آپ غور کرتے چلے جائیں تو بہت ساری فُضول باتیں مُنکشِف ہونگی۔ اگر آپ کہیں دو ایک روز کیلئے قِیام کریں تو ہو سکتا ہے۔ میزبان پوچھ بیٹھے کہ ہمارا گھر پسند آیا؟ آپ کو کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی؟ نیند برابر آئی؟ اگر خدا نخواستہ آپ فُضول گو ہوئے تو مُنہ سے نکلے گا، ''بہت اچھی نیند آئی، میں تو گھوڑے بیچ کر سویا تھا، بڑا سکون رہا، آپ کا گھر آرام دہ ہے۔'' حالانکہ سخت گرمیاں، اُوپر سے بجلی بھی فیل ہوگئی تھی، پنکھا بھی بند ہو گیا تھا آپ پسینے سے شرابور تھے، رات کروٹیں بدل کر گزاری لیکن جھوٹ بولنا پڑا کہ میں بہت آرام سے سویا تھا اس لئے کہ آپ جھوٹ نہیں بولیں گے تو میزبان کا دِل ٹوٹ جائے گا یہ امتحان کا وقت ہوتا ہے بہر حال جھوٹ سے بچنا ہوگا اور وہ جواب دینا ہوگا کہ جس سے میزبان کا دِل بھی نہ ٹوٹے اور بات بھی بن جائے۔ اس طرح کے سُوالات کے جواب میں اَلحمدُلِلّٰہِ علٰی کُلِّ حَال ''یعنی ہر حال میں اللہ عزوجل کا شکر ہے'' کہنا جھوٹ سے بھی بچالیگا اور اِنْ شَاءَ اللّٰہ عزوجل میزبان کی دِل شکنی بھی نہ ہوگی۔

بال بچے خیریت سے ہیں؟

میرے (سگِ مدینہ) کے ساتھ ایسا مُعاملہ بہت ہوتا ہے اور لوگ گھر کے اَحْوال پوچھتے رہتے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں، آپ کے بچے خیریت سے ہیں؟ آپ کا بیٹا بلال کیا کر رہا ہے؟ اچھا ہے نا......؟ ٹھیک ہے نا......؟ مجھ سے اِس طرح کے سُوالات کر کے لوگ مجھے آزمائش میں ڈال دیتے ہیں میں بھی احتیاط کی کوشش کرتا ہوں اور موقع کی مناسبت سے اس طرح کے جوابات دینے کی سَعی کرتا ہوں۔ ''جب آخر آخر میں بلال ملا تھا اس وقت تو مجھے وہ صحیح نظر آئے تھے۔'' اس سُوال، گھر میں سب خیریت ہے؟ کے جواب میں اَلحمدُلِلّٰہِ علٰی کُلِّ حَال یعنی ہر حال میں اللہ عزوجل کا شکر ہے یا احتیاطاً کہہ دیتا ہوں کہ اِنْ شَاءَ اللّٰہ عزوجل خیریت سے ہی ہوں گے۔

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! دیکھئے نا! میں یہاں اجتماع میں آیا ہوا ہوں اور آپ پوچھ رہے ہیں کہ گھر میں خیریت ہے؟ مجھے کیا معلوم کہ گھر میں خیریت ہے یا کُہرام مچا ہوا ہے۔ لہٰذا ایسے سُوالات سے اجتناب کرنا چاہئے۔

ارمانِ مدینہ پورا نہ ہوا

آپ میں بہت سارے خوش نصیب اسلامی بھائی حج کی تیاریاں کر رہے ہوں گے اور خوشی کے مارے ہر ایک کو کہتے پھرتے ہوں گے فُلاں تاریخ کو ہماری فلائٹ ہے۔ کیا گارنٹی ہے کہ آپ کی فلائٹ ہے یا نہیں؟ یا آپ کے گھر والوں کی فلائٹ ہے یا نہیں؟ خیر فلائٹ کی تاریخ ضَرورتاً بتانا جُرم نہیں مگر یہاں زندگی کی بے ثَباتی کی طرف توجُّہ دِلانی مقصود ہے لہٰذا ایسے مَواقِع پر اِنْ شَآءَ اللّٰہ عزوجل بولنے کی عادت ڈالئے۔ ابھی بھی کچھ دیر پہلے فون پر کسی نے مجھے بتایا کہ کراچی کے علاقہ رنچھوڑ لائن کی ایک خاتون کی غالباً آج ہی حج کیلئے پرواز تھی، بے چاری کو مدینے جانے کا بڑا ارمان تھا، کل خوشی خوشی ان کے گھر پر رشتے داروں سے ملاقاتوں کا سلسلہ تھا، ان کو گجرے ڈالے جا رہے تھے اِسی تقریب کے دَوران ان کا ہارٹ فیل ہو گیا اور طیّارہ انہیں لئے بغیر ہی رُخصت ہو گیا۔

سب خیریت ہے

آپ یہاں کراچی میں ہیں اور گھر آپ کا حیدرآباد میں۔ میں پوچھوں کہ آپ کی امّی جان ٹھیک ہیں؟ ابّا جان خیریت سے ہیں؟ آپ کے بال بچے تو خوش ہیں؟ آپ ہر بات کے جواب میں شاید یہی کہیں گے، ''سب خیریت ہے۔'' لیکن ذرا سوچیں تو سہی کہ آپ کے پاس کون سا آلہ ہے جو آپ نے کراچی میں بیٹھے بیٹھے دیکھ لیا کہ آپ کے گھر (حیدرآباد) میں سب خیریت ہے کیا معلوم معاذَاللہ عزوجل کہرام مچا ہوا ہو اور وہ مسلسل کسی طرح آپ سے رابِطہ کی کوشش کر رہے ہوں کہ آپ سے رابِطہ ہو جائے تا کہ اِطلاع دی جاسکے کہ گھر میں ایمرجنسی ہو گئی ہے۔ بہر حال کئی لوگ خود فُضول سُوالات کے باعِث بعض اوقات جھوٹ کے گناہِ کبیرہ میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ ہاں بچوں یا گھر والوں کے بارے میں یہ کہنا کہ خیریت سے ہیں غالباً جھوٹ نہیں کیوں کہ آپ اُسی وقت کے علم کی بِنا پر جواب دے رہے ہیں جس وقت آخری ملاقات یا آپ کو آخری معلومات ہوئی تھیں مگر ''سب خیریت ہے'' کہنے کے بجائے اس طرح کہنا چاہئے ''اِنْ شَآءَ اللّٰہ عزوجل سب خیریت ہی ہو گی۔'' کاش! یہ رسمی سُوالات ہی نہ کئے جاتے کیوں کہ اکثر گھر میں کوئی نہ کوئی بیماری یا پریشانی ہوتی ہے اب فُضول سُوال کرنے والے سُوال تو کر ڈالا غالباً جس کو پوچھا وہ اگر واقعی گھر کے حالات بتانا شروع کر دے تو اِن مسائل کو سننے میں دلچسپی نہ رہے۔ لہٰذا اس طرح کے سائلوں کا بہترین جواب ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَال یا اپنی زبان میں کہہ دیں، ''ہر حال میں اللہ عزوجل کا شکر ہے۔'' ہاں یہ جواب احتیاط کے قریب ہے، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عزوجل خیریت ہی ہو گی۔

جو چُپ رہا اُس نے نَجات پائی

اگر زَبان پر قُفلِ مدینہ لگانا نصیب ہو جائے تو ہم بہت سارے گناہوں سے بچ سکتے ہیں اللہ عزوجل کے محبوب دانائے غُیُوب مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان والاشان ہے، ''مَنْ صَمَتَ نَجٰی یعنی جو چپ رہا اُس نے نَجات پائی۔'' (ترمذی رقم الحدیث ۲۵۰۹ ج ۳ ص ۲۲۵ مطبوعة دارلفکر بیروت) زہے نصیب! بیہقی شریف کی اس حدیث پاک کو ہم اپنے سینے میں اُتارلیں جس میں فرمایا گیا ہے، خاموشی پر قائم رہنا ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ (بیھقی شعب الایمان رقم الحدیث ۴۹۵۳ ج ۴ ص ۲۴۵ مطبوعة الکتب العلمیة بیروت) ان احادیثِ مبارکہ کی بَرَکتیں لوٹنے کیلئے بُزُرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ زِیادہ بولنے سے بہت احتیاط فرماتے تھے۔ چنانچہ

۳۰ سال کی خاموشی

سیدُنا شیخ بابا فریدُ الدّین گنجِ شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ نے کسی سے دَریافت کیا کہ فُلاں شخص آ گیا ہے؟ پھر اپنے دِل میں سوچا کہ اِس پوچھنے کی مجھے ضَرورت تو تھی نہیں، وہ آیا یا نہیں آیا، مجھے اِس سے کوئی کام تو تھا نہیں، میں نے بِلا ضَرورت کیوں پوچھا؟ اتنا صدمہ ہوا کہ تیس سال تک اس کے کفّارے میں آپ نے (بِلا ضَرورت شدیدہ) کوئی گفتگو ہی نہیں کی، بالکل چُپ سادھ لی۔ (اسرار الاولیاء (مترجم) ۱۰۲)

ہم بھی کچھ طے کرلیں

ہمارے بزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ اس طرح زَبان کا قُفلِ مدینہ لگاتے تھے۔ ہم بھی یہ طے کرلیں کہ جیسے ہی فُضول گفتگو ہماری زَبان سے نکلے ہم ۱۲ مرتبہ دُرُود شریف پڑھ لیا کریں اگر ۱۲ بار نہیں پڑھ سکتے تو کم ازکم ایک بار ہی پڑھ لیں اس طرح ہوسکتا ہے کہ فُضول باتیں کم ہوں۔ ہوسکے تو بات کرنے کو جب جی چاہے تو آپ اس طرح سوچیں کہ میں نے بولنا چاہتا ہوں اس میں کوئی دِین یا دُنیا کا فائدہ بھی ہے یا نہیں! اگر آپ کا ذِہن جواب دے گا ''نہیں'' تو پھر اُس بات کے بولنے کے بجائے دُرود شریف پڑھ لیں اِنْ شَآءَ اللّٰه عزوجل آپ کو سکون نصیب ہوگا۔ نیز اپنے آپ کو شاباش بھی دیں کہ تم کو دُرُود شریف پڑھنے کی سعادت مل گئی ورنہ جو بات کہنا چاہتے تھے اُس میں کہاں اتنا ثواب ملتا! نیکی کی دعوت دینا یا کوئی اچھی بات کرنا بہت اچھا ہے۔ جیسا کہ سنّتوں بھرا بیان ہو رہا ہے تو اس کو ہم فُضول نہیں کہیں گے یہ تو خاموشی سے بھی اَفضل ہے البتہ بیان میں بھی مُحتاط رہنے کی ضَرورت ہے اس میں بھی فالتو الفاظ اور غیر ضَروری واقِعات سے بچنا ہوگا۔

فُضول الفاظ کی مثالیں

حُجَّۃُ الاسلام سیّدُنا امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ''جو بات ایک لفظ میں ہوسکتی ہے اگر وہ بات دو لفظوں میں کی تو دوسرا فُضول اور اس کے لئے وبال ہے۔''

افسوس! ہمارا تو یہ حال ہے کہ جو بات ایک لفظ کی ہو اُسے دس لفظوں میں کر کے بھی تھکتے نہیں۔ بلاضرورت ہم کئی الفاظ بولتے چلے جاتے ہیں اور کئی الفاظ تو ایسے بولتے ہیں جنہیں لُغت کی کتاب (Dictionary) میں بھی فضول قرار دیا گیا ہے۔ اگر آپ غور فرمائیں گے تو معلوم ہوگا کہ دورانِ گفتگو اکثریت کی عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنی گفتگو میں فُضول الفاظ ضرور بڑھاتے ہیں مثلاً ذرا کام **وام** کرلوں، کھانا **وانا** کھالوں، ظاہر ہے کہ **وانا** اور **وام** فُضول لفظ ہیں۔ اس طرح کے زائد الفاظ کو مُہْمَل کہتے ہیں اور مُہْمَل وہ لفظ ہوتا ہے جس کے کوئی معنٰی نہ بنتے ہوں۔ روٹی **ووٹی**، چائے **شائے**، پانی **وانی**، نوکری **ووکری**، بچہ **وچہ**، دی ہوئی مثالوں میں جلی یعنی موٹی لکھائی والے الفاظ فُضول ہیں اور اس طرح کے ہزارہا فضول الفاظ زبان زدِ ہر خاص و عام ہیں۔ آپ گفتگو کریں یا اگر غور کرنے کی عادت پڑی مَدَنی ذِہن بنا تو آپ خود دیکھیں گے کہ آپ مُتَرَدِّدْ ہو کر بار بار رُک جائیں گے کہ یہ فُضول لفظ نکلا اور وہ فضول لفظ نکلا اب کیا ہوگا؟ اب یہ ہوگا کہ اپنے آپ کو دُرُود شریف پڑھنے کی میٹھی میٹھی مَدَنی سزا دیں، نفس کو تکلیف دیں کہ وہ دُرود شریف پڑھے۔ ایک بات جو چند لفظوں میں کہی جاسکتی ہے بعض اوقات ہم اس کو اتنا طول دیتے ہیں کہ سننے والا بھی بیزار ہو جاتا ہوگا اور خود اپنا اَعمال نامہ بھی فُضول باتوں سے پُر ہو جاتا ہے۔

قیامت کا دن اور فُضول باتیں

سیدنا امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ ''مِنْہاجُ العابِدین'' میں فرماتے ہیں، ''جب قِیامت قائم ہوگی تو زمین تانبے کی اور سخت گرم، سورج آگ برسا رہا ہوگا، شدّتِ پیاس سے زَبان باہَر نکل پڑی ہوگی، جنّت میں جانے سے روک دیا جائے گا اور فُضول گفتگو بھرا اَعمال نامہ ساری مخلوق کے رُوبرو پڑھ کر سنانا ہوگا۔'' (منہاج العابدین (مُتَرْجَم) ص ۱۴۲)

قفلِ مدینہ لگانے کا طریقہ

کتنا دشوار مُعاملہ ہے۔ اے کاش! زَبان کا قُفلِ مدینہ نصیب ہو جائے۔ خاموشی کی عادت بنانے کیلئے چاہئے کہ انسان کچھ باتیں اشارے سے اور کچھ باتیں لکھ کر کرے۔ ظاہر ہے کہ لکھ کر بات کرنے میں بہت سستی ہوگی۔ وقت بھی چاہے اب اپنے آپ کو یوں سمجھائے کہ چھوڑو بلاضرورت بات کرتے ہی نہیں۔ اگر کام یا اسلام کی بات ہے تو بے شک کریں بَہَرحال فُضول بات سے اپنے آپ کو بچانا ہے۔ اشاروں سے بہت ساری باتیں کرنا ممکن ہے اگر کوئی کرنا چاہے مگر اس کیلئے ذِہن بنانا پڑے گا اس کے لئے مُنَظَّم کوشش کرنی ہوگی۔

قُفلِ مدینہ لگ گیا

حضرتِ سیِّدُنا مُوَرِّقُ الْعِجلی رحمۃ اللہ علیہ خاموشی کی عادت ڈالنے کیلئے کوشش کرتے رہے۔ یہاں تک کہ بیس سال میں کہیں جا کر انکی خاموشی کی عادت پڑی۔ (تنبیہ المغترین (مترجم) ص ۳۱۱) اور ہماری اصطلاح میں اُن کو زبان کا قُفلِ مدینہ نصیب ہوا۔

قُفلِ مدینہ کیلئے سَعیٔ پیہم

یہ ضَروری نہیں کہ آج کے ایک ہی بیان میں ہر با توُنی کو ''**قُفلِ مدینہ**'' لگ جائے۔ بس آپ قفلِ مدینہ لگانے دِل میں ٹھان لیں اگرچہ ایک بار لگے گا، پھر لگے گا پھر کوئی دوست طعنہ دیگا کہ گونگا ہے، پھر کھل جائے گا، پھر کوئی سمجھائے گا کہ زبان اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے زَبان سے بولتا نہیں کیوں گونگا بنتا ہے؟ پھر آپ کا ''**قُفلِ مدینہ**'' کھل جائے گا۔ بے شک زبان اللہ عزوجل کی عظیم نعمت ہے اور قفلِ مدینہ اسی لئے تو لگایا ہے کہ اس نعمت کا صحیح استعمال کرنا آجائے کہ جو صرف ضَرورت ہی کی بات کرے اُسی کو قُفلِ مدینہ لگانے والا کہلاتا ہے۔ خواہ لوگ طعنہ دیں، گھر والے مذاق اُڑائیں مگر آپ ہمّت نہ ہاریں۔ آپ سنجیدہ رہیں گے تو اِنْ شَآءَ اللّٰہ عزوجل راہیں کُھلتی جائیں گی۔ موقع کی مُناسبت سے کم از کم اپنے مَدَنی ماحول میں تو کم گوئی کی کوشش کریں۔ ممکن ہے کہ مَدَنی ماحول کے بعض اسلامی بھائی بھی قُفلِ مدینہ کے ذِہن کے نہ ہوں اور وہ بھی آپ کا ساتھ نہ دیں۔ لیکن آپ جب عزمِ مُصَمَّم کرلیں گے کہ میرے پیارے پیارے میٹھے میٹھے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی بلا ضَرورت کوئی لفظ زبانِ حق ترجُمان سے نہیں نکالا لہٰذا اِنْ شَآءَ اللّٰہ عزوجل میں بھی فُضول گوئی سے پرہیز کرنے کی عظیم سنّت اپنے اوپر نافِذ کرکے رہوں گا اور میں بھی کوئی لفظ بلا ضَرورت زبان سے نہیں نکالوں گا۔ آپ اچھی طرح اپنا ذِہن بنانے کی کوشش فرمائیں کہ ہمارے میٹھے میٹھے آقا مدینے والے مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم نے یقیناً کبھی بھی کوئی لفظ بغیر ضَرورت زبانِ عالی شان سے ادا نہیں فرمایا، نہ بغیر ضَرورت کبھی کسی طرف دیکھا، نہ بغیر ضَرورت کبھی ہاتھ اُٹھائے، نہ بغیر ضَرورت کبھی قدم بڑھائے۔

پاؤں ٹوٹنے کی دُعاء

حضرتِ سیدنا داوٗد علیٰ نبینا وعلیہ الصّلوٰۃ والسلام دُعاء کرتے ہیں کہ ''یا اللہ عزوجل! اگر میرے پاؤں تیرے ذِکر کی مجلس کے علاوہ کسی اور طرف اُٹھیں تو اِن کو توڑ دے۔ (احیاء العلوم (مترجم) ج ۱ ص ۷۳۶)

اجتماع میں ذہن بنا

اجتماع میں آئے تو بڑا ذہن بنا اور نیّت بھی کی کہ اِنْ شَاءَ اللّٰہ عزوجل اب تو نمازیں نہیں چھوڑیں گے، ایک مٹھی داڑھی بھی رکھیں گے کیونکہ داڑھی مُنڈانا اور مٹھی سے گھٹانا دونوں حرام ہیں، انگلش بال نہیں رکھیں گے، ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ ٹوپی شریف پر عمامہ پاک کا تاج سجایا ہے۔ لہٰذا ہم عمامہ شریف کا تاج بھی سجائیں گے۔ سُنّت کے مطابق سفید لباس سلوائیں گے، اِنْ شَاءَ اللّٰہ عزوجل اپنے آپ کو سنّتوں کا چلتا پھرتا نمونہ بنائیں گے۔ آپ ذہن بنا کر یہاں سے جائیں گے اور اگر آپ کے دوستوں کا ماحول غیر سنجیدہ اور مذاق مسخری اور قہقہے لگانے والا ہے۔ آپ کے دوست کم کوئی نہیں کرتے نمازوں میں سُستی کرتے ہیں، ماڈرن ہیں، آپ کے مدَنی رنگ میں رنگنے کے جذبات کی حوصلہ افزائی کرنے کے بجائے اگر آپ کا مذاق اڑاتے ہیں پھر تو بڑا مشکل ہے کہ اصلاح کا جو ذہن آپ کا بنا ہے وہ قائم رہ سکے کیوں کہ صُحبت ضرور اثر انداز ہوتی ہے۔

صُحبتِ صالح تُرا صالح کُنَد صُحبتِ طالح تُرا طالح کُنَد

یعنی

اچھے کی صُحبت تجھے اچھا بنا دیگی بُرے کی صُحبت تجھے بُرا بنا دیگی

فرینڈ سرکل

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر واقعی آپ کا کوئی ماڈرن فرینڈ سرکل ہے تو اپنی اصلاح اور آخرت کی بہتری کے لئے اِس سے خَلاصی حاصل کرنا ضروری ہے۔ میں نے بہت سے اسلامی بھائی دیکھے ہیں جو مدَنی ماحول کی طرف آئے نمازی اور سنّتوں کے پابند بھی بنے مگر بالآخر انہیں بُرے دوست لے ڈوبے۔ لہٰذا ذاتی دوستیوں سے کنارہ کشی ہی میں عافیت ہے۔ ہر دلعزیز بننے کی صورت بھی یہی ہے کہ آپ ہر ایک سے یکساں سُلوک رکھنے کی کوشش کیجئے، سب سے مُسکرا مُسکرا کر ملئے اگر کسی ایک کو ذاتی کشش کے باعث آپ نے پکّا دوست بنالیا یا یوں ہی تین، چار کا گروپ بنالیا اور انہیں کے ساتھ اٹھنا، بیٹھنا ہے تو اصلاح بڑی مشکل ہے اور اس قسم کا فرینڈ سرکل عموماً دین کا کام بھی نہیں کر پاتا۔ ہاں! آج کل جن کو دین کا کام نہیں کرنا وہ دُنیوی دوستی کرتے ہیں یا مخصوص تین، چار اسلامی بھائیوں کی ٹولی بناتے ہیں خوب سیر وتفریح کرتے ہیں، اگر اجتماع میں بھی آتے ہیں تو ساتھ آتے ہیں ایک دوست کا موڈ نہیں تو دوسرا بھی محروم رہ جاتا ہے۔ ایک نے داڑھی بڑھانے کا ارادہ کیا تو دوسرا کہتا ہے کہ بعد میں دیکھیں گے، ابھی تو فلاں مجبوری ہے ابھی تو میری منگنی ہونے والی ہے، نوکری نہیں لگی، جہاں مُلازمت کرتا ہوں وہاں کا ماحول اچھا نہیں وغیرہ وغیرہ تو پھر وہ پہلا بھی ارادہ تَرک کردیتا ہے۔

دعائے قُفلِ مدینہ

آپ کوشش کیجئے اور زبان پر قُفلِ مدینہ لگائیے اللہ تعالیٰ سے دُعا بھی کیجئے۔

اللہ عزوجل ! ہمیں کردے عطا قُفلِ مدینہ
ہر ایک مسلماں لے لگا قُفلِ مدینہ

یاربّ عزوجل ! نہ ضرورت کے سِوا کچھ کبھی بولوں
اللہ ! زباں کا ہو عطا قُفلِ مدینہ

مَحشر میں مجھے ورنہ بڑی ہوگی ندامت
اللہ ! زباں کا ہو عطا قُفلِ مدینہ

ہر لفظ کا کس طرح حِساب آہ! میں دوں گا
اللہ ! زباں کا ہو عطا قُفلِ مدینہ

ہر آن مِرے لب پہ رہے ذِکرِ مدینہ
اللہ ! زباں کا ہو عطا قُفلِ مدینہ

بڑھتا ہے خموشی سے وَقار اے مِرے بھائی!
اے بھائی! زباں پہ تُو لگا قُفلِ مدینہ

پتھر لئے رہتے تھے ابوبکر دَہَن میں
اے بھائی! زباں پہ تُو لگا قُفلِ مدینہ

چُپ رہنے میں سو سُکھ ہیں، کوئی اِس میں نہیں شک
اے بھائی! زباں پہ تُو لگا قُفلِ مدینہ

بولوں نہ فضول اور رہیں نیچی نگاہیں
آنکھوں کا زباں کا دے خدا عزوجل قُفلِ مدینہ

نہ وَسوَسے آئیں نہ مجھے گندے خیال
دے ذِہن کا اور دِل کا خُدا عزوجل قُفلِ مدینہ

رفتار کا گفتار کا کردار کا دے دے
ہر عُضو کا دے مجھے کو خدا عزوجل قُفلِ مدینہ

دوزخ کی کہاں تاب ہے کمزور بدن میں
ہر عُضو کا **عطّار** لگا قُفلِ مدینہ

پَرایا گیہوں

ایک بُزُرگ رَحمۃُ اللّٰہ علیہ کا واقِعہ بہت ہی عبرت انگیز ہے کہ وہ کسی کے یہاں مہمان تھے اُنہوں نے میز بان کے یہاں سے گیہوں کا دانہ اٹھا کر اس کے ٹکڑے کر دیئے۔غیب سے آواز آئی، ''تیری یہ جُرأَتْ کہ تو نے بغیرِ اجازت اِس شخص کے گیہوں کو اُٹھا کر اس کے ٹکڑے کر دیئے!'' فوراً انہوں نے چُھری اٹھائی اور اپنا ہاتھ کاٹ ڈالا جس سے دو ٹکڑے کئے تھے۔

(اَسرار الاولیائے مُتَرْجَم ص ۱۰۷)

ڈیکوریشن کی دریاں

اللہ والوں کو اس طرح بڑے مرتبے بھی ملتے ہیں۔اب آپ بھی غور فرمائیں کہ اجتماع میں بیٹھے بیٹھے دریوں کے کتنے دھاگے نوچے! دریاں کسی ڈیکوریشن والے کی مِلک ہیں ڈیکوریشن والے دریاں بیٹھنے کیلئے کرائے پر دیتے ہیں آپ اگر اس کے دھاگے نوچیں گے یا کیچڑ آلود کریں گے یا کسی طرح سے گندی کریں گے تو گنہگار ہوں گے۔اگر دری کا ایک بھی دھاگہ کسی نے نوچا تو ظاہر ہے کہ اس نے حق العَبْد تلف کیا، بندے کا حق مارا اور قِیامت کے روز ہو سکتا ہے کہ اس دھاگے کو نوچنے کی وجہ سے ڈیکوریشن والے کو اپنی بہت ساری نیکیاں آپ کو دینی پڑ جائیں۔اِسی طرح بعض لوگ قناتوں اور شامیانوں کو زمین پر بچھا کر اوپر چلتے، بیٹھتے ،نَماز پڑھتے یا کھانا شروع کر دیتے ہیں یہ بھی اس کے مالِک کی حق تلفی ہے اُس نے کاموں کیلئے کرائے پر دیا ہی نہیں ان کو بچھانے اور ان پر بیٹھنے اور کھانے پینے سے یہ مَیلے ہوں گے اور قناتوں کے بانس وغیرہ کی ٹوٹ پھوٹ بھی ہو سکتی ہے لہٰذا کسی کی اشیاء کو بہت احتیاط سے استِعمال کرنا چاہئے۔حُقوقُ العِباد کا مُعاملہ بہت سخت ہے۔ ﴿اس موضوع پر امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کی تحریر بیان ''ظلم کا انجام'' مکتبۃ المدینہ سے حاصل کر کے پڑھئے۔حساس دِل پڑھ کر لرز اُٹھتے ہیں﴾ اور جس کی حق تلفی کی اس سے مُعاف کروانا ضروری ہے۔یہاں تک کہ ڈیکوریشن والے کا مزدور بھی معاف نہیں کر سکے گا اُس کے اَصل مالِک سے مُعاف کروانا ہوگا اگر اُس کے سامان کو نقصان پہنچا تو وہ وُصول کر سکتا ہے۔

ہاتھوں کا قُفلِ مدینہ

ہاتھوں کا بھی قُفلِ مدینہ لگنا چاہیے کہ یہ کسی کی چیز کونقصان نہ پہنچائیں کسی پر ظلم نہ کریں، کسی کوشہوت کے ساتھ نہ چھوئیں، اگر شہوت آتی ہوتو اَمرد سے ہاتھ نہ ملائیں، غیر عورت کو غیر شہوت کے بھی ہاتھ مَس نہیں ہونا چاہیے، کسی کی ایسی جگہ ہاتھ یا جسم کا کوئی حصّہ نہ لگے جس سے آپ کے جذبات اُبھریں، بھیڑ میں معاذَاللہ لوگ ایک دوسرے کے پیچھے چپکے ہوئے ہوتے ہیں اس میں سخت فتنے اور گناہ کا قوی اندیشہ غیرتمند مسلمان کوفوراً جدا ہوجانا چاہیے اور اس طرح کی قِطار میں بھی ہرگز شامل نہیں ہونا چاہیے اگر شہوت آنے کے باوُجود اپنے آپ کو الگ نہ کیا تو گنہگار اور عذابِ جہنم کا حقدار ہے۔ یوں ہی اسکوٹر پر اَمرد کے ساتھ ڈبل سُواری ہرگز نہ کریں خواہ اَمرد آگے ہو پیچھے کہ آگ آگے اور پیچھے دونوں طرف سے یکساں جلاتی ہے۔ بلکہ غیرِ اَمرد کے ساتھ بھی ڈبل سُواری کے موقع پر غور کرلیں کہ دِل کی کیفیت کیا ہے۔ اور اسکوٹر پر تین سُواریاں تو قانوناً، اَخلاقاً ہر طرح سے بُرا ہی بُرا ہے۔ بَہَر حال شریعت نے جس کو چھونے سے منع کیا ہے اس کو نہ چھوئیں، جس کو پکڑنے سے منع کیا ہے اس کو نہ پکڑیں۔ اس طرح ہر عُضو کا قُفلِ مدینہ لگنا چاہیے۔ ہمارے اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ نے تمام اَعضاء کا قُفلِ مدینہ لگایا تھا یعنی وہ اپنے رُوئیں رُوئیں کو نافرمانیوں اور گناہوں سے بچاتے تھے اور خطا ہوجانے پر توبہ کرتے تھے اور بسا اوقات اپنے آپ کو ایسی ایسی سزائیں دیتے کہ عقلیں حیران رہ جاتی ہیں، جس کی چند مثالیں بیان کرچکا اور مزید سَماعت فرمائیں۔

پگھلا ہوا سیسہ کانوں میں

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کا واقِعہ بھی انتہائی عبرت انگیز ہے آپ تشریف لے جارہے تھے کہ کان میں کہیں سے بَیْن (میِّت پر چلّا کر رونا) کی آواز پڑی تو اس کو سن لیا (جیسے آدمی جارہا ہے گانا بج رہا ہے لیکن کبھی توجُّہ سے سُن بھی ڈالتا ہے پھر یاد آتا ہے کہ نہیں سننا چاہیے مگر جو قصداً سن لیا وہ جُرم ہوگیا، توبہ کرنا ہوگا) بَہَر حال اُنہوں نے بَیْن سُن لیا، ان کو بڑا صدمہ ہوا، اتنا صدمہ ہوا کہ یہ اپنے گھر تشریف لائے اور سیسہ (ایک دھات کا نام) اپنے کانوں میں اُنڈیل لیا۔ (اَسرار الاولیاء (مُتَرجَم) ص ۱۰۷)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! ہمارے بُزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ اپنے کانوں کا کس قدر مضبوط **قُفلِ مدینہ** لگاتے تھے کہ کانوں نے غلطی سے نہ سننے کی چیز سُن لی تو دُنیا ہی میں ان کو سزا دے دی۔ آہ! حرام سننے کا عذاب بروزِ قیامت برداشت نہیں ہوسکے گا۔ حدیثِ پاک میں ہے، ان آوازوں (یعنی جن کا سننا حرام ہے) پر جو کان لگائے گا تو قیامت کے دن اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ بھرا جائے گا۔

آہ! ہر گھر میوزک سینٹر

اے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دم بھرنے والو! ذرا سوچو تو سہی کہ جن کی مَحبت کا دم بھر رہے ہیں ان کو مُوسیقی سے اتنی نفرت کہ اس کی آواز سے بچنے کیلئے کانوں میں اُنگلی ڈال لیں اور تمہاری موسیقی سے مَحبت کا عالم یہ ہے کہ ریڈیو سے جی بھر گیا تو تم نے T.V لاکر گھر میں رکھ دیا اب طرح طرح کی موسیقیاں ہی نہیں تمہیں بے حیا عورتیں بھی ناچتی نظر آئیں اور ملک بہ ملک کا ناچ دیکھنے کا شوق پیدا ہوا تو ڈش اینٹینا کا سہارا حاصل کیا۔ اب طرح طرح کے گندے اور فحش ڈرامے دیکھنے لگے گلی گلی میوزک سینٹر قائم کر دیئے نہیں نہیں!! بلکہ آج ہر گھر میوزک سینٹر بنتا جا رہا ہے۔ کونسا گھر ایسا ہے جس سے موسیقی کی آواز بلند نہیں ہوتی؟ اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰہ عزوجل۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم میوزک کی آواز پر مبارک انگلیاں اپنے مقدس کانوں میں ڈال دیں اور تم اپنے گھروں میں بڑے بڑے ڈیک (Deck) لگا کر خوب گانے سنو، انگلش موسیقی سنو۔ تمہاری محبت کس طرح کی مَحبت ہے! تمہارا عشق کس طرح کا عشق ہے! ذرا بتاؤ تو سہی۔ چلو اپنے آپ ہی کو سمجھا دو اور ایسے آلات کو جو تمہیں موسیقی سُناتے ہیں آج ہی اپنے گھروں سے نکال باہر کرو کہ ان آلات نے نہ صرف تمہارے گھر کے ماحول کو بلکہ سارے مُعاشرے کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ہے! (مزید معلومات کے لئے امیر اہلسنت کا تحریری بیان ''گانے باجے کی ہولناکیاں'' پڑھئے اور خوفِ خداوندی سے لرزیئے)

ہر عُضو کا قُفلِ مدینہ

میرے پیارے پیارے میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بس ہمت کیجئے اور اپنے تمام تر اعضاء پر قفلِ مدینہ لگا کر ان کو گناہوں سے بچانے کا ذہن بنایئے۔ مفتی احمد یار خان نعیمی ''نُورُ العرفان'' میں فرماتے ہیں، ''مسلمانوں کا مل جل کر توبہ کرنا زیادہ قبول ہے۔'' (پ ۱۸ سورۂ نور زیر آیت ۳۱) مِل جُل کر آج توبہ کر لیجئے کہ جتنے پچھلے گناہ ہوئے ان سے توبہ اور آج سے اِنْ شَاءَ اللّٰہ عزوجل ہم بچنے کی بھرپور کوشش شروع کرتے ہیں اور نیّت کرتے ہیں کہ آج کے بعد ہماری کوئی نماز قضاء نہیں ہوگی...... رَمَضان کا کوئی روزہ قضاء نہیں ہوگا...... فلمیں ڈرامے نہیں دیکھیں گے...... حتّی الامکان زبان پر قفلِ مدینہ لگائیں گے...... ہاتھوں پر قفلِ مدینہ کانوں پر قفلِ مدینہ رُوئیں رُوئیں پر قفلِ مدینہ لگائیں گے اِنْ شَاءَ اللّٰہ عزوجل۔

﴿ جب کبھی امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ بیان کے آخر میں مدنی نیّتیں کرواتے ہیں تو حاضرین اِنْ شاءَ اللّٰہ عزوجل کے فلک شگاف نعروں سے جواب دیتے ہیں ﴾

دوزخ کی کہاں تاب ہے کمزور بدن میں ہر عُضو کا عطّار لگا قفلِ مدینہ

زبان کے قفلِ مدینہ کے بارہ مَدَنی پھول

مدینہ ۱ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جوچُپ رہا اُس نے نجات پائی۔ (ترمذی)

مدینہ ۲ اِنسان کے سرگناہوں کا بوجھ لدوانے میں زَبان سب اَعضاء سے بڑھ کر ہے۔

مدینہ ۳ یادرکھئے! بروزِقیامت ایک ایک لفظ کاحِساب دینا پڑے گا۔

مدینہ ٤ حُجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، جو بات ایک لفظ میں ادا کی جاسکتی ہو وہ اگر دو یا تین الفاظ میں کہی تو جتنے الفاظ زائد ہیں وہ فُضول اوروَبال ہیں (لہٰذا کم سے کم اور نپے تلے الفاظ میں گفتگو نمٹانے کی عادت بنائیں۔)

مدینہ ٥ ہروہ بات فضول ہے جس میں نہ دِین کا فائدہ ہو نہ دُنیا کا۔

مدینہ ٦ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی بلاضرورت کوئی لفظ زبانِ اقدس سے نہیں نکالا۔ ہاں اچھی اچھی باتیں کرنا سُنّت ہے۔

مدینہ ۷ کم گوئی کی عادت بنانے کیلئے جہاں جہاں ممکن ہو بولنے کے بجائے اشارے سے یا لکھ کر بات کرنے کی کوشش کیجئے۔

مدینہ ۸ خاموش رہنے کے لئے سیّدُنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ مُنہ میں پتّھر لئے رہتے تھے ہوسکے تو آپ بھی سنّتِ صِدّیقی ادا کرتے ہوئے روزانہ 12 منٹ مُنہ میں اتنے حَجم کا پتّھر رکھئے کہ اسے باہر نکالے بغیر گفتگو کرنا ممکن نہ ہو۔ پتّھر کو روزانہ دھولیا کریں۔ پتّھر میں معمولی سی بھی شکستگی نہ ہو ورنہ میل جمع ہوگا اور ایسا پتّھر منہ میں رکھنا مضرِ صحّت ہے۔

مدینہ ۹ آپ خاموشی کی عادت ڈالنے کی کوشش کرینگے تو شاید اس طرح آزمائش ہوسکتی ہے کہ آپ کا مذاق اُڑے، یا تنقید ہو، اگر آپ ہمّت ہار گئے یا غصّہ کر بیٹھے تو شیطان خوش ہوگا، لہٰذا صبر سے کام لیں۔

مدینہ ۱۰ ممکن ہے آپ کے لئے خاموشی کی عادت ڈالنا کٹھن ثابت ہو مگر ہمّت نہ ہاریں۔ بار بار کوشش کریں ہوسکتا ہے کسی ایک دِن فضول گوئی سے بچنے میں کامیاب ہوجائیں مگر ہوسکتا ہے پھر کئی روز تک خاموشی نصیب نہ ہو مگر پھر کوشش کریں...... پھر کوشش کریں...... پھر کوشش کریں اِنْ شَاءَ اللہ عزوجل کبھی تو کامیابی حاصل ہو ہی جائے گی۔ نیّت صاف منزِل آسان

مدینہ ۱۱ جب بولنے کو جی چاہے تو غور کرلیا کریں کہ اس بات میں کوئی فائدہ بھی ہے یا نہیں۔ اگر بولے بغیر بھی گزارہ ہوسکتا ہو تو اتنی دیر تک دُرُود شریف پڑھ لیں۔ شیطان اپنا سر پیٹ لے گا اور جب کوئی غیر ضروری بات مُنہ سے نکل جائے تو بطورِ کفّارہ فوراً دُرُودِ پاک پڑھ لیا کریں۔

مدینہ ۱۲ رات سوتے وقت اگر غور کرلیا کریں کہ آج میں نے کون کون سی غیر ضروری بات کی پھر غیر ضرورت باتوں پر اپنے آپ کو ملامت کریں اس طرح بھی خاموشی کی عادت بنانے میں اِنْ شَاءَ اللہ عزوجل مدد ملے گی۔ آہ! وہ شخص بھی کتنا بدنصیب ہوگا جو صرف زبان کی بے احتیاطیوں کے سبب داخلِ جہنّم ہوگا۔ واقعی اس سے تو گونگا ہی بھلا!

خاموشی عالِم کا وقار اور جاہِل کیلئے پردہ ہے۔

آنکھوں کے قُفلِ مدینہ کے 12 مَدَنی پھُول

مدینہ ۱ ﴿ ہمارے پیٹھے پیٹھے آقا صلی اللہ علیہ وسلم شرم وحیا سے اکثر نگاہیں نیچی کیے رہتے تھے۔

مدینہ ۲ ﴿ بلاضرورت اِدھر اُدھر نظریں گھمانا سنّت نہیں ہے۔

مدینہ ۳ ﴿ جس سے بات کر رہے ہیں اُس کے چہرہ پر نظر گاڑنا سنّت نہیں۔

مدینہ ٤ ﴿ گفتگو کرتے وقت بھی نگاہیں نیچی رکھنے کی عادت بنائیں۔

مدینہ ٥ ﴿ گاڑی میں سفر کے وقت احتیاط فرمائیں کہ آنکھیں فحش تو فحش فضول نظاروں میں بھی مشغول نہ ہوں۔

آنکھ اُٹھتی تو میں جھنجھلا کے پلک سی لیتا   دِل بگڑتا تو میں گھبرا کے سنبھالا کرتا

مدینہ ٦ ﴿ اَجنبیہ عورت کو دیکھا یا اَمرد کو شہوت کے ساتھ دیکھنا حرام ہے۔ ''**مُکاشَفَۃُ القُلوب**'' میں ہے، جس نے اپنی آنکھ کو حرام سے پُر کیا اللہ عزوجل بروزِ قیامت اُس کی آنکھ کو آگ سے بھر دے گا۔

مدینہ ۷ ﴿ نگاہوں کو قابو کرنے کیلئے **قُفلِ مدینہ** کے عینک کا استعمال مفید ہے۔ اسے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں Glasses کے اوپری ایک تہائی حصّہ گرینڈر سے گھسائی کروالیں یا اتنے حصّے پر Tape لگالیں۔

مدینہ ۸ ﴿ جس وقت **قُفلِ مدینہ** کا عینک پہنا ہو اُس وقت نِگاہیں نیچی رکھیں اگر بار بار اوپر دیکھیں گے تو ہوسکتا ہے سر اور گردن میں دَرد ہو جائے بلکہ اِبتدائی دنوں میں کچھ دَرد ہونے کا امکان ہے۔ عادت ہو جانے کی صورت اِنْ شَاءَ اللّٰہ عزوجل میں دَرد نہیں ہوگا۔

مدینہ ۹ ﴿ اس کی عادت بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ اِبتداءً چار دن صرف 12 منٹ پہنیں پھر رفتہ رفتہ وقت بڑھاتے جائیں۔

مدینہ ۱۰ ﴿ جب قُفلِ مدینہ کا عینک پہنیں تو Glasses کے گھسے ہوئے حصّے پر نظر ڈالنے کی کوشش نہ کریں کہ آنکھوں کے لئے نقصان دہ ہے۔

مدینہ ۱۱ ﴿ Glass پر اُنگلی وغیرہ لگنے سے دھبّہ ہو جائے تو صاف کیے بغیر نہ پہنیں۔

مدینہ ۱۲ ﴿ گاڑی چلاتے ہوئے قُفلِ مدینہ کا عینک ہرگز نہ پہنیں۔

یاالٰہی! رنگ لائیں جب مری بے باکیاں   اُن کی نیچی نیچی نظروں کی حیاء کا ساتھ ہو